ہمارا نصاب تعلیم... قبلہ درست کیجئے!

داعئ قرآن مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ

نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو ذہن سازی اور سیرت و کردار کی تعمیر میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اوائل عمر میں آپ بچہ کے ذہن پر جو چاہیں نقش کردیں، بڑا ہو کر وہ چاہنے کے باوجود بھی اس کے خلاف قدم اٹھانے سے ہچکچاہٹ محسوس کرے گا۔ عربی کی کہاوت ہے: النقش فی الصغر کالنقش علی الحجر "بچپن کے زمانہ میں ذہن میں بیٹھنے والی بات ایسی ہوتی ہے جیسے پتھر کی لکیر"

اسی طرح اردو کی کہاوت بھی ہے کہ "بچپن کا یاد کیا ہوا پچپن تک نہیں بھولتا" اسکول میں ایک بچہ اپنے ذہن کا خالی برتن لا کر آپکے سامنے رکھ دیتا ہے، اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اس میں کیا انڈیلتے ہیں؟ آپ چاہیں تو اس میں ... اعلیٰ اخلاقی اقدار، بلند سیرت و کردار، علم و عمل کی روشنی، الفت و محبت کی چاشنی، امن و سلامتی کا پیغام، خودداری و تواضع اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ پیدا کردیں اور چاہیں تو گھٹیا اور سوقیانہ پن، سیرت و کردار کی پستی، نقل و رشوت کی مدد سے اعلیٰ تعلیمی ڈگری کے ساتھ وحشت و بربریت کے علمبردار، بدامنی اور فساد کے پیامبر، خودغرض اور مفاد پرست، انسانیت سے عاری اور چندہ اور بھتہ پر چلنے والوں کے "اصول زندگی" جدید اور سائنٹفیک انداز میں ان کے ذہنوں میں بھر دیں۔ یہ سب کچھ نظام و نصاب تعلیم کی کرشمہ سازیاں ہیں دوست کو دشمن باور کرادیں اور دشمن کو دوست! اسی لئے اکبر الہ آبادی نے اپنے پر حکمت ظریفانہ انداز میں کہا تھا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

سکول و کالج اور جدید تعلیمی اداروں کے نصاب و نظام تعلیم کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ ہند کی اسلامی حکومت پر غاصبانہ اور عیارانہ طریقہ پر قبضہ کرکے دوسال تک ظلم وجبر، وحشت و بربریت کی علامت بن جانے والا انگریز جس نے آزادی کے نام پر غلامی کی بدترین مثالیں قائم کیں اور انسانیت کے نام پر انسانی اقدار کا جنازہ نکال دیا۔ جسے جوتوں کا ہار پہنا کر ہندوستان سے نکالا جانا چاہیے تھا بلکہ انگریزی نظام تعلیم اور انگریز کے سایۂ عاطفت میں پلے ہوئے اگر برا نہ منائیں تو میں کہوں کہ جس انگریز کو ہندوستان سے زندہ سلامت جانے کا حق نہیں تھا وہ جاتا ہوا پھولوں کے ہار پہن کر نجات دہندہ بن کر گیا، جس نے ہمارے لئے مسائل پیدا کئے اور کشمیر جیسا مسئلہ ناسور بنا کر ہمارے لئے کھڑا کیا آج اسی سے اس مسئلہ کے حل کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

میر کیا سادہ ہیں، بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی "انگریز" کے بیٹے سے دوا لیتے ہیں

یہی وجہ ہیکہ اسلام نے تعلیم و علم کو بڑی اہمیت دی ہے۔ تخلیق انسانیت کے موقع پر سب سے پہلا کام جو سرانجام پایا وہ "تعلیم" ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وعلم ادم الاسمآء کلھا (سورۃ البقرۃ آیت نمبر31) "اور اللہ نے آدم کو تمام ناموں کی تعلیم دی"

خالق انسانیت "معلم اول" اور پہلا انسان، پہلا "طالب علم" ہے اور انسان کا امتیاز جس نے اسے ملائکہ پر فوقیت دلا کر خلافت الٰہیہ کا مستحق بنایا، وہ "علم" ہے۔

قران کریم کی پہلی وحی میں اقراٗ کہہ کر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تعلیم کی غرض وغایت کو بیان کیا گیا ہے اور اس بات کا اشارہ دیا گیا ہے کہ خالق و مخلوق کی پہچان اور شناخت، مجہول و نامعلوم اشیاء اور کائنات کے سربستہ رازوں سے پردہ ہٹانا اور انہیں طشت از بام کرنا غایت تعلیم اور منتہاء مقصود ہے۔ تعلیم اور ذریعہ تعلیم (قلم) کو نزول وحی کی ابتداء میں ذکر کرکے یہ بتادیا گیا کہ اسلام سے زیادہ علم دوست اور علم پرور کوئی دوسرا مذہب نہیں ہے۔ ارشاد باری ہے:

اقراٗ باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقراٗ وربک الاکرم۔ الذی علم بالقلم۔ علم الانسان مالم یعلم۔ (سورۃ العلق آیت نمبر1 تا5)

"پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے تمہیں پیدا کیا، چپکنے والے لوتھڑے سے انسان کو پیدا کیا۔ پڑھو! اور تمہارا رب بڑا عزت والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علم دیا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا"۔

آپ ان آیات میں غور کریں اور بار بار کریں۔ تعلیم اور اھداف تعلیم کے بارے میں ایسا جامع ومانع کلام آپ کو کہیں نہیں ملے گا!

مسلمان جب تک تعلیم وتعلم کو اہمیت دیتے رہے اور قرآن کریم کی بیان کردہ غرض وغایت کے مطابق اپنا نصاب تعلیم مرتب کرتے رہے اس وقت تک اقوام عالم کی قیادت ورہنمائی کی باگڈور ان کے ہاتھ میں رہی اور جیسے ہی مسلمانوں کے جسم ناتواں سے روح قرآنی نکلی تو یہ دنیا میں ذلیل ورسوا ہوکے رہ گئے اور اقوام عالم کی دوڑ میں سب سے پیچھے نظر آنے لگے!

پاکستانی مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ آزادی کے بعد بھی ہمیں ''آزاد نصاب تعلیم'' میسر نہ آسکا!

انگریز نے ہم پر حکمرانی کرنے کے لئے، ہمیں غلامی کی دلدل میں دھکیلنے اور اپنے سیاہ دور حکومت کو طول دینے کے لئے جو نصاب تعلیم مرتب کیا تھا وہی آج تک ہمارے اسکول وکالج اور تعلیمی اداروں میں پڑھایا جارہا ہے۔ اس نصاب کے دو ہی اہداف تھے:

١ ... مسلمان اگر عیسائی نہ بنے تو وہ مسلمان بھی نہ رہے۔

٢ ... انگریزی انتظامی مشینری کے ایسے کل پرزے تیار کیئے جائیں جو عقل کی بجائے پیٹ سے سوچنے والے اور ہر آواز پر ''حاضر صاحب'' کی گردان کرنے والے ہوں۔

انگریز کو ''جی حضوریئے Yess man'' اور کلرک Clerk درکار تھے۔ وہ اس ذہنیت سے اوپر کے افراد تیار کرنا ہی نہیں چاہتا تھا! کیونکہ حکمران اور افسران بالا، انگلستان سے درآمد کیئے جاتے تھے کالی چمڑی والوں کو وہ اس کا اہل ہی نہیں سمجھتا تھا۔

انگریزوں کے چلے جانے کے بعد حکمران طبقہ اور افسران بالا کی جگہ خالی ہو گئی مگر اس خلاء کو پر کرنے والے اگر عیسائی نہیں تھے تو ان کی اکثریت کی مسلمانی سوالیہ نشان ضرور تھی اور انکی ذہنیت ''کلرکی'' کی سطح سے اوپر نہیں تھی وہ اپنی قوم کے لئے ''صاحب بہادر'' تو بن گئے مگر گورے انگریز کے سامنے کلرک اور Yess man ہی رہے۔

آج ہماری قسمت کے سیاہ وسفید کے مالک یہی غلامانہ ذہنیت کے حامل افسران اور جاگیردارانہ ذہنیت کے حامل انگوٹھا چھاپ سیاستدان وحکمران ہیں جن کی حیثیت ایک Rubber Stamp سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم صفر Zeero Point سے آگے بڑھنے کی بجائے ''رجعت قہقری'' کرتے ہوئے ''معکوس ترقی'' کے راستہ پر گامزن ہیں۔ ایک قدم آگے اٹھانے نہیں پاتے کہ دو قدم... بلکہ کئی قدم... پیچھے پھسل جاتے ہیں۔

ہمیں اگر ترقی کرنی ہے اور اقوام عالم کی صفوں میں اپنے لئے جگہ بنانی ہے تو سب سے پہلے اس '' غلامانہ نصاب تعلیم'' سے چھٹکارا پانا ہوگا۔ قرآن کریم کی ہمہ گیر اور ابدی تعلیمات کی روشنی میں، آزاد قوموں کی طرح، اپنی ہونہار نئی نسل اور مستقبل کے معماروں کی تعلیم وتربیت کو جدید خطوط پر استوار کرنا ہوگا۔ قرآن کریم صرف مریض جاں بہ لب کے سراہانے یٰس خوانی کے لئے یا خاندانی جھگڑوں اور چوری چکاری کے معاملات میں سر پر اٹھانے کے یا شادی بیاہ کے موقع پر دلہن کو قرآن کریم کے زیر سایہ گھر سے روانہ کرنے کے لئے یا ظالمانہ طریقہ پر خاندانی جائیداد کو اپنے گھر میں رکھنے کے لئے، بہن، بیٹی کی قرآن سے شادی کرنے کے لئے نہیں آیا تھا۔

یہ قرآن اپنے اندر آفاقی وسعتیں رکھتا ہے۔ اس میں پہلے اور پچھلے تمام انسانوں کے حالات پر بحث کی گئی ہے حدیث شریف میں آتا ہے: فیہ نبأما قبلکم وخبر ما بعد کم۔ ''اس میں تم سے پہلوں کی تاریخ اور تمہارے بعد پیش آنے والے حالات کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے'' (ترمذی شریف صفحہ ١١٨ جلد ٢)

اس میں ہر موضوع پر فیصلہ کن گفتگو کی گئی ہے۔ کسی موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ما فرطنا فی الکتاب من شیئ ''ہم نے قرآن کریم میں کسی چیز کے بارے میں کوتاہی سے کام نہیں لیا'' (سورۃ الانعام آیت نمبر ٣٨)

قرآن کریم میں وہ سب کچھ ہے جس کی جدید ٹیکنالوجی، ایٹم بم، میزائل اور کمپیوٹر کے دور کے انسان کو ضرورت ہے۔

تو ہی ناداں ! چند کلیوں پر، قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

ہمیں آج ایسے نصاب تعلیم کی ضرورت ہے جو ہماری نسل کو ''مسلمان قلب و قالب'' اور ''مسلمان دل و نگاہ'' مہیا کرے ! اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلامی نظریہ و عقیدہ کی پاسداری کے بغیر ہونے والی ترقی مسلمان کی ترقی نہیں کہلا سکتی۔

کی مسلماں نے ترقی جو فرنگی بن کر
یہ فرنگی کی ترقی ہے مسلماں کی نہیں

آج کی تعلیمی دنیا میں ''اقرأ'' کے عنوان سے جو تبدیلی آرہی ہے اور ہر تعلیمی ادارہ ''قرآن کریم اور مذہبی تعلیم'' کو اپنے اشتہارات میں اجاگر High Light کرکے اسے اپنے ادارہ کی امتیازی خصوصیت قرار دے رہا ہے اور معاشرہ کے متوسط طبقہ کے افراد اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ان اداروں کا رخ کر رہے ہیں، یہ دراصل اس ''اجنبی اور غلامانہ'' نظام اور نصاب تعلیم سے ''غیر اعلانیہ'' احتجاج اور بغاوت ہے جس کی صحیح انداز اور سنجیدگی کے ساتھ پذیرائی اور حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ ورنہ ہماری قوم... خدانخواستہ... کسی بڑے صدمہ اور حادثہ سے دوچار ہو سکتی ہے ! کہیں ایسا نہ ہو کہ ؎

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے

ہمارے دانشوروں اور ماہرین تعلیم کو اپنے نونہالوں اور قوم کے معماروں کو پڑھائے جانے والے نصاب پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ مگر میں پیشگی معذرت کے ساتھ عرض کرونگا کہ انہیں پہلے خود اسلامی ثقافت اور قرآنی رنگ میں رنگنا ہوگا۔
(صبغۃ اللہ ومن اِحسن من اللہ صبغۃ) '' اللہ کا رنگ اختیار کرو ! اللہ سے بہتر رنگسازی اور کون کر سکتا ہے؟ ہم اسی کے تابع فرمان ہیں''۔

اس کے لئے انتہائی سنجیدگی، خلوص اور جذبہ حب الوطنی سے کام لیتے ہوئے قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک دو افراد یا کسی ایک آدھ ادارے کے بس کی بات نہیں ہے ! اس موضوع پر سرکاری سطح پر غور کرنا ہوگا اور قومی سطح پر سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا تاکہ ہمارے نظام اور نصاب تعلیم کا قبلہ درست ہو اور ہماری قوم کو صحیح معنی میں مستقبل کے معمار میسر آسکیں۔ علماء اور ماہرین اپنا کردار ادا کرنے کے لئے آگے بڑھیں... قرآن کریم... اسلامی تعلیمات اور جدید علوم کی ترکیب وامتزاج سے نئی نسل کے لئے ''سائنسی خطوط'' پر تعلیم وتربیت کا ''انقلابی نظام'' تشکیل دیکر امت مسلمہ کا کھویا ہوا وقار بحال کرائیں اور امت کی ''مسند گم گشتہ'' ... قیادت وامامت امم... واپس دلانے میں تعاون کریں۔

سبق پھر پڑھ ! صداقت کا، شجاعت کا، امانت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام، دنیا کی امامت کا۔

پیش کردہ۔ جمال عتیق